بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرد و عورت ــــــ حقوق و مساوات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ایک مثالی معاشرے کی تشکیل ہر متمدن قوم و ملک، انسانیت پرور مذہب و ملت کا دیرینہ خواب رہا ہے۔ اس ضمن میں ملکوں کے جغرافیائی حالات، قوموں کے مزاج و عادات کا لحاظ رکھتے ہوئے قوانین بنائے جاتے ہیں، پابندیاں عائد ہوتی ہیں، تقسیم کار ہوتا ہے تاکہ افراد کی مساعی میں نظم و ضبط پیدا ہو اور مشترکہ اجتماعی کوششیں ثمر آور ہو کر اس تشنہ خواب کو تعبیر کا جامہ پہنا سکیں۔

اسلام نے اس سلسلہ میں نہ صرف قوانین وضع کیے بلکہ خیر القرون میں اس کی عملی تصویر دکھا کر رہتی دنیا کے لیے ایک مثال پیش کر دی۔ مرد و زن معاشرے کے دو اہم ستون ہیں۔ ان کی باہمی کوششوں سے تمدن وجود پاتا اور تہذیب برگ و بار لاتی ہے۔ اسلام نے ان دونوں صنفوں کی جسمانی ساخت، نفسیاتی رویے اور طبعی صلاحیتوں کو مدنظر رکھا ہے، بنا بریں انہیں مخصوص ذمہ داریوں کا مکلف بنایا، ان میں مسابقت کی بجائے رفاقت کا اصول وضع کیا اور ہر ایک کا الگ الگ دائرۂ کار تجویز کیا۔ انہی فرائض و ذمہ داریوں اور مثالی معاشرے کی تشکیل میں مرد و زن کے کردار پر ذیل کی سطور میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کائنات کا سب سے پہلا رشتہ شوہر اور بیوی کا ہے۔ مرد اور عورت اس رشتے میں نکاح کے ذریعے منسلک ہوتے ہیں۔ نکاح ایک معاہدہ ہے جس میں مرد یہ عہد کرتا ہے کہ وہ تادم حیات عورت کا کفیل اور نگراں رہے گا۔ اس معاہدے کو قرآن پاک نے ''پختہ عہد'' سے تعبیر کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وكيف تأخذ ونها وقد أفضى بعضكم الى بعض وأخذن منكم ميثاقاً غليظا﴾۔

''اور تم دیا ہوا مال کیوں کر واپس لے سکتے ہو جب کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ رہ چکے ہو اور وہ تم سے عہدِ واثق بھی لے چکی ہے۔''

اس معاہدے کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد مرد کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ مہر ادا کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فما استمتعتم به منهن فأتوهن أجورهن فريضة﴾ ''پھر ان میں سے جن عورتوں سے تم نے نکاح کے ذریعے فائدہ اٹھایا، ان کے مہر انہیں دو جو فرض ہے تم پر''۔

قرآن نے یہ بھی بتا دیا کہ یہ مہر اجرت نہیں بلکہ پُر خلوص ہدیہ ہے۔ آیت ہے:

﴿وآتوا النساء صَدُقٰتهن نحلة﴾ ''عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دو''۔

ازدواجی زندگی کا آغاز ہوتے ہی بیوی کی اصلاح کے ساتھ شوہر پر لازم ہے کہ وہ اس کے نان ونفقہ کا انتظام کرے۔
بیوی کی ضروریات گھر، کپڑے دوا اور کھانے پینے کے دیگر اخراجات کا بار اٹھانا شوہر کے فرائض میں داخل ہے۔خرچہ وغیرہ کی کوئی خاص مقدار متعین نہیں بلکہ حیثیت اور استطاعت اس ضمن میں حرف آخر ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لینفق ذوسعة من سعته ومن قدر علیه رزقهٗ فلینفق مما آتاهُ اللّٰه، لایکلف اللّٰه نفساً الاما اتاها﴾۔ ''چاہیے کہ وسعت (مال کی) رکھنے والے اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کریں اور جس پر اس کا رزق تنگ ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دیئے ہوئے سے زیادہ کسی کو مکلف نہیں کرتا''۔

﴿وعلی المولودلهٗ رزقهن وکسوتهن بالمعروف﴾ (سورۂ بقرۃ: آیت ۲۳۳) ''اور جس آدمی کا بچہ ہے، اس کے ذمہ ہے ان (ماؤں) کا کھانا اور کپڑا''

دستور کے موافق: علاوہ ازیں شوہر کی ذمہ داری ہے، وہ بیوی کے ساتھ انصاف کرے، حقوق پوری طرح ادا کرے اور اچھا سلوک کرے۔ والدین اور دیگر محرم اقرباء سے ملنے پر روک ٹوک نہ کرے۔گھر وخاندان کی معاشی کفالت اور اخلاقی ذمہ داریوں کے ساتھ مرد کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے بیوی کا دل جیتنے کی کوشش کرے، اس کی ناز برداری کرے اور حُسن سلوک سے عائلی زندگی کو سنوارنے اور باہمی محبت بڑھانے کی تگ ودو کرے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وعاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعسٰی أن تکرهوا شیئاً ویجعل اللّٰه فیه خیراً کثیراً﴾ (سورۂ نساء: آیت ۱۹) ''اور ان کے ساتھ اچھا طرح رہو، اگر وہ تم کو پسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ نے اس میں بہت خوبی رکھی ہو''۔

نکاح کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اولاد عطا کرتا ہے۔ اولاد کی تعلیم وتربیت، پرورش ونگہداشت، ماں، باپ بالخصوص باپ کی ذمہ داری ہے۔ قرآن کریم میں اولاد کے بنیادی حقوق کا تذکرہ موجود ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ باپ کے فرائض اور اولاد کے حقوق کی تعلیم دی ہے۔ فقیہ ابواللیثؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیٹے کے حقوق میں سے باپ کے ذمہ تین چیزیں ہیں: ❶ پیدائش پر اس کا اچھا نام رکھے۔ ❷ سمجھ دار ہوجائے، تو اسے قرآن پڑھائے۔ ❸ بالغ ہوجائے، تو اس کا نکاح کردے۔ (تنبیہ الغافلین: ص ۱۴۳)

اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت کے فرض سے سبک دوش ہونے کے لیے ضروری ہے کہ باپ کو اپنے اوپر عائد ہونے والے فرائض کا بخوبی علم ہو تا کہ اولاد کی صحیح خطوط پر ذہنی تربیت کر سکے اور انہیں معاشرے کا کارآمد فرد بنا سکے۔ مرد پر لازم ہے کہ ایک بیٹے کی حیثیت سے اپنے والدین کی خدمت، حسنِ سلوک اور حقوق کی ادائیگی میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی خدمت اوران کے ساتھ حسن سلوک کا حکم توحیداور عبادت کے ساتھ ساتھ دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وقضیٰ ربك ألاتعبدوا إلاّ إياهٗ وبالوالدين إحسانا﴾ (سورۂ اسراء: آیت ۲۳) ''اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے کسی کی عبادت مت کرو اور تم ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو''۔

جب کہ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین سے حسنِ سلوک کو جزوِ ایمان کا درجہ دیا ہے، جس سے والدین کے حقوق کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ عورت کی فطری اور صنفی ساخت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے اسے ہر حیثیت میں کسبِ معاش سے بری الذمہ رکھا ہے۔ بیٹی ہونے کی صورت میں باپ پر کفالت کی ذمہ داری ڈالی ہے، یہ کفالت شادی یا موت سے ساقط ہوتی ہے۔ بیوی جب تک شوہر کے عقد میں ہے تو وہ اس کا معاشی کفیل ہے۔ بہن کی حیثیت سے بھائی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے آرام وآسائش کا خیال رکھے۔ کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہونے کی صورت میں حاکم وقت کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ بیت المال سے مالی تعاون اور دادرسی کرے۔

مردوں سے اختلاط، محنت ومشقت اور فتنہ فساد سے محفوظ رکھنے کے لیے اسلام نے عورت کو روزی روزگار کے جھنجھٹ سے آزاد کر دیا ہے اور اس لیے بھی کہ فطری فرائض (حمل، ولادت، رضاعت) کے ساتھ اگر یہ بوجھ بھی صنفِ نازک کے ناتواں کاندھوں پر ڈالا جاتا، تو اس کا پیمانۂ صبر چھلک جاتا اور قوتِ برداشت جواب دے جاتی۔ اسلام نے عورت کو ''چراغِ خانہ'' بننے کی تاکید کی ہے۔ اولاد کی ذہنی وفکری تربیت اور نسلِ نو کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کی گراں بار ذمہ داری اسے سونپی ہے۔ دنیا کی قدیم ترین ریاست ''خاندان'' کا اسے نگراں بنایا ہے۔ یہی خاندانی نظامِ مغرب، جس کی بکھری کرچیاں سمٹنے کی تگ ودو میں ہے، مشرق میں آزادئ نسواں کے نام پر تیشہ زنی کی زد میں ہے۔ اسلام جس نے عورتوں کے حقوق کا تصور دیا، ستم ظریفی دیکھیے آج اسے حقوقِ نسواں کا غاصب باور کرایا جارہا ہے۔ پوری قوت کے ساتھ کہا جارہا ہے کہ اسلام مرد وزن کے حقوق کے سلسلے میں مساوات کا قائل نہیں جب کہ حقائق اس کے برعکس ہیں:

❶ انسانیت میں مساوات: چھٹی صدی کے رومیوں کا نظریہ تھا کہ عورت شرانگیز روح ہے۔ لیکن اسلام نے مرد وزن میں شرفِ انسانیت میں مساوات کا تصور دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یاایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً کثیراً ونساء واتقوا الله الذی تساء لون به والأرحام، ان الله کان علیکم رقیبا﴾ (سورۂ نساء: آیت ۱) ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرتے رہو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اسی سے اُس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں، اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے واسطہ سے آپس میں سوال کرتے ہو اور اہلِ قرابت سے بھی ڈرو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے''۔

اور فرمایا:

﴿وھو الذی خلق من الماء بشراً فجعلهٗ نسباً وصھراً وکان ربك قدیرا......﴾ (سورۃ فرقان: آیت ۵۴) ''اور وہی اللہ ہے جس نے پانی سے آدمی بنایا، پھر اس کے رشتہ اور سسرال مقرر کیے، اور تمہارا رب قدرت والا ہے''۔

❷ تحقیق میں مساوات: زمانہ قدیم میں اسپین کے لوگ کہا کرتے تھے کہ بری عورت سے بچو اور اچھی عورت کی طرف مائل نہ ہو۔ ایسے ہی مسخ شدہ تورات کی طرف منسوب یہ باتیں بھی زبان زد عام تھیں: ''عورت موت سے بھی زیادہ تلخ ہے، اللہ تعالیٰ کی نظروں میں برگزیدہ وہی ہے جو اس سے بچے گا، ہزاروں میں ایک مرد تو میں نے پایا لیکن عورت نہیں پائی۔'' اسلام نے آ کر بتایا کہ مرد وعورت ذات کے اعتبار سے برابر ہیں، انہی کے ذریعے ایمان واخلاق بڑھتے ہیں اور کفر وانحراف ختم ہوتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ونفس وماسوّاھا، فألھمھا فجورھا وتقواھا، قد افلح من زکھا وقد خاب من دساھا﴾ (سورۃ شمس: آیت ۷ تا ۱۰) ''قسم ہے جان کی اور اس کی جس نے اس کو ٹھیک بنایا، پھر اس کی بدکاری اور پرہیزگاری دل میں ڈالی، بے شک مراد کو پہنچا جس نے اس کو سنوارا اور نامراد ہوا جس نے اس کو گناہوں میں چھپایا''۔

❸ احترامِ انسانیت میں مساوات: ''حمورابی'' کے قانون میں تھا کہ اگر کسی نے دوسرے آدمی کی لڑکی قتل کی تو اس پر ضروری ہے کہ اپنی بیٹی اس کے حوالہ کرے تاکہ وہ اس کو قصاص میں قتل کر دے یا مالک بن جائے۔ اسلام نے اس رویے کی نفی کی اور احترام انسانیت میں مرد وعورت کو یکساں قرار دیا۔ عار وملامت کے خوف سے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع کیا، ایسے ہی فقر وفاقہ کے ڈر سے بچوں کو مارنے کو حرام قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿واذا الموء ودۃ سئلت، بای ذنب قتلت﴾ (سورۃ تکویر: آیت ۸، ۹) ''اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس جرم کی پاداش میں قتل کی گئی''۔

بیویوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجة﴾ (سورۃ بقرہ: آیت ۲۲۸) ''اور عورتوں کا بھی ایسا ہی حق ہے جیسا ان پر شرع کے موافق ہے اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے''۔

اور فرمایا:

﴿فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا﴾ (سورۃ نساء: آیت ۳۴) ''پھر اگر وہ (عورتیں) تمہارے حکم پر آ جائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ تلاش نہ کرو''۔

اسی طرح عورت کی عزتِ نفس مجروح کرنے اور اس پر جھوٹی تہمت لگانے کی سزا مقرر کی۔

﴿والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة،ولاتقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم الفاسقون﴾(سورۂ نور: آیت ۴) ''اور جولوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے، انہیں اسّی کوڑے لگاؤ، کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی فاسق فاجر لوگ ہیں''۔

❹ **ایمان، اعمال اور جزا میں مساوات:** ایک وقت تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے علاوہ دوسری عورتوں کو جہنم کا ایندھن سمجھا جاتا تھا۔ اسلام آیا اور اس نے بتایا کہ ایمان، اعمال اور جزا میں مرد و عورت برابر ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ان المسلمين والمسلمات والمؤمنين والمؤمنات والقانتين والقانتات والصادقين والصادقات والصابرين والصابرات والخاشعين والخاشعات والمتصدقين والمتصدقات والصائمين والصائمات والحافظين فروجهم والحافظات والذاكرين الله كثيراً والذاكرات اعدالله لهم مغفرة واجراً عظيماً﴾ (سورۂ احزاب: آیت ۲۵) ''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور بہت زیادہ یاد کرنے والی عورتیں...... اللہ نے ان کے لیے معافی اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے''۔

نیز فرمایا:

﴿ومن یعمل من الصالحات من ذكر او انثى وهو مؤمن فاولئك يدخلون الجنة يرزقون فيها بغير حساب﴾(سورۃ غافر: آیت ۴۰) ''اور جس نے نیکی کی مرد ہو یا عورت اور وہ مؤمن ہو تو وہ لوگ جنت میں جائیں گے اور وہاں بے حساب روزی پائیں گے''۔

اور فرمایا:

﴿فاستجاب لهم ربهم انی لا اضیع عمل عامل منكم من ذكر اوانثىٰ بعضكم من بعض ......﴾(سورۂ آل عمران: آیت ۱۹۵) ''پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی کہ میں تم میں سے کسی محنت کرنے والے کی محنت ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک ہو''۔

❺ **تربیت اور تہذیب و تمدن میں مساوات:** ایک وقت ایسا بھی تھا کہ عربوں کے ہاں عورت گری پڑی چیز سمجھی جاتی اور اس کی کوئی قدر و منزلت نہ تھی۔ اسلام نے لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر ایسا ہی زور دیا جیسا لڑکوں کی تربیت کی تاکید کی۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿یاایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم ناراً وقودها الناس والحجارة﴾ (سورۂ تحریم: آیت ۶)

"اے ایمان والو! اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی باپ اپنے لڑکے کو اچھے ادب سے بہتر کوئی چیز نہیں دیتا" (رواہ الترمذی)

اور فرمایا: "جس مسلمان کی دو لڑکیاں ہوں اور وہ جب تک اس کے پاس رہیں، ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے، تو وہ اس کو جنت میں داخل کرائیں گی"۔ (رواہ ابن ماجہ)

نیز فرمایا: "جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں، یا دو بہنیں یا دو بیٹیاں ہوں اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور ان کے بارے میں اللہ سے ڈرے تو اس کے لیے جنت ہے" (رواہ الترمذی)

ابوداود کی روایت میں ہے "......ان کو ادب سکھائے، ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے، ان کی شادی کرائے تو اس کے لیے جنت ہے۔"

❻ حصولِ علم میں مساوات: ایک زمانہ میں جرمن باشندے کہا کرتے تھے، کپڑوں کا ڈھیر ہی عورت کا مدرسہ ہے۔ لیکن اسلام نے عورت کی تعلیم کی ویسی ہی ترغیب دی جیسی مرد کی تعلیم کی دی تھی، اس لیے کہ علم کے بغیر عورت ان فرائض واحکامات سے واقف نہیں ہو سکتی تھی جو شریعتِ اسلامیہ نے اس پر لازم کیے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جس آدمی کے پاس باندی ہو اور وہ اس کو پڑھائے، اچھی تعلیم دلائے اور اچھی طرح ادب سکھائے پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اس کے لیے دو اجر ہیں"۔

یہ اور ان جیسے دیگر امور میں اسلام مرد و زن کو مساوی قرار دینے کے باوجود ان کی صنفی و فطری صلاحیتوں کے لحاظ سے ان کا الگ الگ دائرۂ کار تجویز کرتا ہے، اسلام عورت و مرد کی مساوات کو بلاشبہ تسلیم کرتا ہے لیکن وہ مساوات اس مساوات سے یکسر مختلف ہے جس کی پُر جوش تشہیر آج کے مغرب کے روشن خیال مفکر یا تحریک نسواں کے علم بردار کر رہے ہیں، جس کا مقصد مشرقی عورت کو روایتی شرم و حیا سے محروم کر کے آوارگی اور جنسی بے راہ روی کی راہ پر ڈالنا ہے۔

پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے، یہاں مرد و زن کے حقوق کا تعین اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کیا جانا چاہیے۔ اسلام نے مرد و زن کے حقوق و فرائض کے بارے میں بے حد متوازن نظام عطا کیا ہے، مغرب کے سیکولر، لادین، مذہب بیزار، فحش انگیز، غیر متوازن اور ہیجان خیز نظام کا اتباع بحیثیت قوم ہماری تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ مغرب جس خاندانی اقدار کی بحالی کی ضرورت محسوس کر رہا ہے، ہم ان اقدار کی تباہی کا سامان کر رہے ہیں، یہ ہم سب کے لیے لمحۂ فکریہ ہے!

☆☆☆